شاہدہ حسن

زمیں کا نقشہ بدل رہا ہے

بہت ہی بوجھل ہے دل
اور اپنے احساس کے الاؤ میں جل رہا ہے
زمیں کا نقشہ بدل رہا ہے
ہزیمتوں اور ہلاکتوں کی عجیب یلغار ہے
کہ صحرا کی وسعتوں سے
سیاہ آندھی کے تیز جھکڑ گزر رہے ہیں
یہ دانہ ودام کی کہانی...... بہت پرانی
عقاب، ننھے سے اک پرندے کے منہ سے دانہ
جھپٹ رہا ہے
درندگی اس مقام پر ہے
کہ بابل ونینوا کی تہذیب رو رہی ہے
فرات ودجلہ لہو کے اشکوں سے بھر گئے ہیں
وہ جن کے سینوں میں
الف لیلیٰ کی سحر انگیز داستانیں دھڑک رہی تھیں
انہی کی روحوں میں
خوف کے صد ہزار جنگل اتر گئے ہیں

جو امن کی مشعلیں جلا کر
ہماری تہذیب کو نئی منزلوں کا مژدہ سنا رہے تھے
جو آسمانوں کی سمت رستہ دکھا رہے تھے
یہ آج دانش گہوں سے اپنی
تمام دنیا کو موت کی آہٹوں کا پیغام دے رہے ہیں
ہوس کا بازار لگ چکا ہے
سلامتی اور بقا کے ضامن
قلیل فوجوں سے لرز رہے ہیں
کروز میزائلوں کے شعلے برس رہے ہیں
سفید کونپل سے نرم اعضاء
جھلس رہے ہیں
حسین یاقوت جیسی ہونٹوں کی مسکراہٹ
دھوئیں میں تحلیل ہو رہی ہے
سیاہ پیڑوں کی، مُردہ چڑیوں کی راکھ
رستوں میں بچھ گئی ہے
ستم گری کا یہ کارِ وحشت

تو کیا، یہی ہیں وہ ہاتھ
مقتل میں ڈھل گئے ہیں
تمام چہرے بدل گئے ہیں
محاصرہ بڑھ رہا ہے پیہم
نجف میں، بصرہ میں
اور بغداد کی فصیلوں میں
اب دراڑیں پڑی ہوئی ہیں
زمانہ طاقت کے ناخداؤں کے
اک اشارے پہ چل رہا ہے
نئی تباہی کے رخ پہ
کروٹ بدل رہا ہے
خدا کے لہجے میں بات کرتے
یہ چند انساں
زمیں کی تقدیر
اپنے ہاتھوں میں لے رہے ہیں

کہ رنگ و آہنگ کے حسیں مرغزار
مفاد کی اور غرض کی دنیا
انوکھے انصاف پر مُصر ہے
وہ اس زمیں کے چھپے خزانوں پہ
اپنے سانپوں کی پہرے داری کی منتظر ہے
ادھر زمینِ عراق
کہنہ روایتوں کے مہیب صحرا میں
ان گنت بے نشاں قبروں کے
سلسلوں کو بڑھا رہی ہے
اُدھر......وہ قوت، سپاہ کثرت
نئے عزائم کی داستانیں سنا رہی ہے
تحیر آمیز طاقتوں کے ہزار جلوے دکھا دکھا کر
دلوں میں بارود کی سرنگیں بچھا رہی ہے
نئی صدی کے بدن میں سرطان پل رہا ہے
زمیں کا نقشہ بدل رہا ہے